مسلمان تاجر خواتین کا تبلیغی کردار اور ان کی ذمہ داریاں

Muslim Businesswomen and their Role in Dissemination of Islamic Message

☆ ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

ABSTRACT:

Islam places on each and every single Muslim the responsibility of spreading the message Islam to others. Muslim businesswomen are no exception to this rule; they are equally responsible to take the message of Islam to those who come in contact with them. This article explains what and how Muslim businesswomen can do in disseminating the message of Islam while performing their duties as entrepreneurs, thus ensuring profits of both kinds, commercial and moral.

اے ماؤں! بہنو! بیٹیو! دنیا کی زینت تم سے ہے
ملکوں کی بستی ہو تمھی، قوموں کی عزت تم سے ہے
تم گھر کی ہو شہزادیاں، شہروں کی ہو آبادیاں
غمگین دلوں کی شادیاں، دکھ سکھ میں راحت تم سے ہے

انسانی سماج میں عورتوں کے کردار اور کارگزاری کے باب میں ہمیشہ افراط و تفریط پر مبنی نظریات واصول کارفرما رہے ہیں۔ اسلامی نظامِ معاشرت نے ان میں اعتدال ومیانہ روی پیدا کرنے کی کوشش کی اور ان کو ممکنہ حد تک فطری بنایا۔ اس کارِ گہ شیشہ گراں میں اسلام نے یہ سعی مشکور کی کہ کسی کو ٹھیس نہ لگے، نہ مردانہ

☆ لیکچرر، لیاقت آباد ڈگری کالج کراچی۔

قوامیت پر حرف آئے اور نہ ہی نازک آبگینوں میں خراش آئے۔ دونوں جنسوں، جنس قوی اور جنس نازک، کے تمام فطری تقاضوں کی رعایت کی گئی اور ان کے باہمی ارتباط وتفاعل کے رشتوں میں توازن پیدا کیا گیا۔ اسلامی شریعتوں اور سماجوں نے حضرتِ آدم علیہ السلام سے دور فخر آدم ﷺ تک محکم اصول وقوانین کو زمان ومکان کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت و بعثت کے تمام تقاضوں اور مقاصد کی انتہائی تعمیر اور کامل ترین تکمیل کردی جس کے بعد کسی اضافہ کی گنجائش نہیں۔ ان میں سماجی اخلاق کی تکمیل واتمام بھی شامل ہے اور اس کا ذکر حدیث نبوی میں ان الفاظ میں ہے۔ ''بعثت لاتمم مکارم الاخلاق'' ''میں دنیا میں اس لئے مبعوث کیا گیا ہوں تا کہ اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کردوں''۔

سماجی اخلاقیات میں دوسرے ابواب سے کہیں زیادہ نازک جہانِ نسواں کا باب ہے اور اس سے بھی نازک تر مرد وزن کے باہمی ارتباط اور تعلق کا معاملہ ہے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اصلاحی تعلیمات سے اس کو استوار کیا ہے۔ جاہلیت نے جو خرابیاں پیدا کی تھیں ان کو دور کیا اسلامی اصول واحکام کے تناظر میں اپنے خالص اسوہ سے اس کا معیار قائم فرمادیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾(۱)

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ تم ان سے سکون پاؤ اور تمہارے درمیان محبت ومہربانی پیدا کردی۔ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کی پیدائش کا مقصد مرد کو راحت وسکون دینا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے:

وجودزن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے وجود زن کو تخلیق کیا اور دونوں کو حکم دیا کہ جنت میں رہو کھاؤ پیو۔ بعد ازاں ایک بھول کی وجہ سے دونوں کو زمین پر اترنا پڑا۔ گویا یہ دونوں اصناف (مرد و

عورت) بہشت بریں سے ہی ہمراز وہمسفر ہیں۔ مرد کے لئے عورت کی کیا اہمیت رہی ہے اس کا اندازہ تو اس بات سے ہوتا ہے کہ روئے زمین پر پہلا قتل بھی عورت کی وجہ سے ہوا۔

نسل انسانی کی افزائش کا سلسلہ چلا تو مختلف تہذیبیں، قومیں اور ملک وجود میں آئے اور انسانیت کی رہنمائی کے لئے انبیاء ورسل مبعوث ہوتے رہے۔ قوموں کا عروج وزوال ہو یا انبیائے کرام کی رشد وہدایت کا سلسلہ کرہ ارض کی انسانی تاریخ میں عورت کا تذکرہ ضرور ملے گا۔ مختلف ادوار اور مختلف قوموں میں عورت کی اہمیت مختلف رہی ہے۔ بعض نے تو اسے انتہائی کم تر درجے کی مخلوق سمجھ کر اس کا استحصال کیا اور بعض نے اس کا درجہ اتنا بڑھایا کہ اسے خدا مان لیا۔ جب اسلام آیا تو اس نے عورت کا حقیقی روپ پیش کیا جو اس سے پہلے کسی نے پیش نہیں کیا تھا۔ اسلام نے تعلیم دی کہ لوگو! عورت اگر بیٹی ہے تو یہ تمہاری عزت ہے، اگر بہن ہے تو تمہاری ناموس ہے، اگر یہ بیوی ہے تو تمہاری زندگی کی ساتھی ہے، اور اگر یہ ماں ہے تو تمہارے لئے اس کے قدموں میں جنت ہے۔

دعوت وتبلیغ: امت مسلمہ کا انفرادی واجتماعی فریضہ ہے:

دعوت وتبلیغ وہ فریضۂ رسالت ہے، جس کی وجہ سے اس اُمّت کو ''خیر اُمّت'' کہا گیا ہے، اگر خدانخواستہ مسلمان اس فرض منصبی کو بھلا دیں تو اس صورت میں یہ دنیا کی قوموں میں سے بس ایک قوم ہیں، نہ ان کے اندر کوئی خاص خوبی ہے، نہ کوئی خاص وجہ فضیلت اور نہ پھر اللہ تعالیٰ کو اس بات کی پرواہ ہے کہ وہ دنیا میں عزت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں یا ذلت کے ساتھ۔ بلکہ اس فرض کو فراموش کر دینے کے بعد وہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ایک معتوب قوم بن جائیں گے، جس طرح دنیا کی دوسری قومیں جو اللہ کی طرف سے کسی منصب پر سرفراز کی گئی تھیں، اپنا فرض انجام نہ دینے کی وجہ سے معتوب ہوگئیں، چنانچہ جس آیت میں مسلمانوں کے ''خیر امت'' ہونے کا ذکر ہے، اسی میں ان کی ذمہ داری بھی واضح کر دی گئی ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ﴾[۲]

تم بہترین اُمّت ہو، لوگوں کی رہنمائی کے لیے مبعوث کیے گئے ہو معروف کا حکم دیتے ہو، منکر سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اسی جماعتی فرض کو ادا کرنے کی باضابطہ صورت خود اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی یہ ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾(۳)

چاہیے کہ تم میں ایک گروہ ایسا ہو جو نیکی کی دعوت دے، معروف کا حکم کرے اور منکر سے روکے یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

تبلیغ دراصل پیغام حق کو دوسروں تک پہنچانا ہے۔ ہر نبی کے فرائض میں فریضۂ تبلیغ بھی شامل تھا۔(۴)
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾(۵)

اے رسول، جو کچھ آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے، اسے آگے پہنچائیں اگر آپؐ نے ایسا نہ کیا تو آپؐ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔

آپؐ نے اپنے پیروؤں کو حکم دیا کہ وہ فریضۂ تبلیغ ادا کریں۔ آپؐ کا ارشاد ہے:

"بلّغوا عنّی ولو آية"(۶)

آگے پہنچاؤ، گو مجھ سے سنی ہوئی ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح آپؐ سے تبلیغ کی فضیلت پر ایک حدیث منقول ہے جس کے الفاظ مختلف روایات میں مختلف ہیں، لیکن مفہوم ایک ہے اور یہ اتنی کثرت سے روایت کی گئی کہ بعض لوگ اسے متواتر کہتے ہیں۔

"نضّر اللّٰهُ امرأً سمع منّا حديثاً فبلغ كما سمعهٗ فرُبَّ مبلغ احفظ من سامع"(۷)

اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے ہمؐ سے کوئی بات سنی اور اسے اس طرح آگے پہنچایا جیسے سنا، چونکہ بعض اوقات وہ شخص جس تک بات پہنچتی ہے، اس سے زیادہ محفوظ رکھنے والا ہوتا ہے، جس نے پہلے سنی تھی۔ "خطبۂ حجۃ الوداع" کے موقع پر خصوصیت سے اور دوسرے مواقع پر عمومی طور سے آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"فليبلّغ الشّاهدِ الغائب"(۸)

جو حاضر ہے، وہ اس شخص تک میرا پیغام پہنچا دے، جو اس وقت غیر حاضر ہے۔

مندرجہ بالا نصوص سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دعوت و تبلیغ اُمّتِ مسلمہ کا فریضہ ہے، جو پیغام رسالت اس تک پہنچا ہے، اسے آگے پہنچانا اس کے فرائض میں سے ہے۔ رسالت کی جانشینی کا یہ بنیادی تقاضا ہے کہ اُمّت اسی طرح دین کی تبلیغ کرتی رہے، جس طرح رسولِ اکرم ﷺ اپنے وقت میں فرماتے تھے۔(۹)

تبلیغ کا اصل محرک درحقیقت اس فرضِ عظیم کا احساس ہے، جو مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کیا گیا ہے۔ اس کے بغیر مسلمانوں کی زندگی اللہ کی منشا کے بالکل خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ اپنی اس کوتاہی کے لیے کوئی عذر نہ کرسکیں گے۔ یہ چیز ان کی ہستی کی غایت ہے، اگر اسے انہوں نے کھو دیا تو جس طرح وہ تمام چیزیں جو اپنے مقصد کے بغیر بے وقعت ہو جاتی ہیں، اسی طرح یہ بھی اس زمین کے خس و خاشاک سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے اور ایسے انسانوں کے لیے ہرگز زیبا نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ''اُمّتِ وسط'' یا ''خیر اُمّت'' کے لقب کا مستحق سمجھیں یا اللہ تعالیٰ سے کسی نصرت و حمایت کی امید رکھیں۔

دنیا کے ہر گروہ کی ذمّہ داریاں ان کے نصب العین اور نظریۂ حیات سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اُمّتِ مسلمہ کی ذمّہ داریاں بھی ان کے نصب العین اور نظریۂ حیات سے وابستہ ہیں۔ اس نصب العین کی وجہ سے اس کی ذمّہ داریاں بھی خصوصی حیثیت کی حامل ہیں۔

اُمّت کی سب سے اہم ذمّہ داری نیابتِ رسول ﷺ ہے، چونکہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اس لیے پیغمبرانہ کام کو جاری رکھنا اور دعوت و تبلیغ کے فرائض کو انجام دینا مجموعی طور پر اُمّت کی ذمّہ داری ہے۔ پیغمبر ﷺ کے فرائض میں تلاوتِ آیات، تعلیم کتاب و حکمت، تزکیۂ نفوس، اقامتِ دین، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور عمومی طور پر شریعتِ الٰہی کا نفاذ شامل ہے، اس لیے اُمّتِ مسلمہ اس کارِ پیغمبری کی مکلّف ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کا لازمی نتیجہ ہے کہ اُمّت کارِ نبوت کو جاری رکھے اور اس میں کوتاہی نہ کرے۔ کوتاہی کرنے والے کے لیے حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔

مردوں اور عورتوں کی تعلیم و تربیت کا پہلا ادارہ:

مکی دورِ نبوی میں مسلم مرد و عورت کی تعلیم و تربیت کا اجتماعی نظم ''دارِ ارقم'' کے اولین مرکز میں تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دارِ ارقم کو اسلامی مرکز بنانے کا کام بالکل ابتدائی دور میں انجام دیا تھا۔ وہاں خاموش تبلیغ کے زمانے میں مرد حضرات کے ساتھ ساتھ خواتین بھی آتی تھیں اور نو مسلموں کی ضروری تعلیم و تربیت وہیں کی جاتی تھیں۔ ایک بڑی تعداد وہاں جمع رہتی اور دین و اخلاق سیکھا کرتی تھی۔ حضرت حمزہ بن

عبدالمطلب ہاشمی و عمر فاروقؓ کے قبول اسلام کے وقت اس اسلامی ادارہ میں صحابہ و صحابیات کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ (۱۰)

اسلام کی خاطر خواتین کی ہجرت:

ہجرتِ حبشہ کے ہنگامی موقع پر صحابہ اور صحابیات نے ایک ساتھ سفر ہجرت کیا تھا۔ روایات کے مطابق پہلے چودہ صحابہ نے جن کے ساتھ ان کی ازواج بھی موجود تھیں اور دوسرے سفر ہجرت میں بیاسی سے زیادہ مہاجرین نے ہجرت کی جس میں مرد و خواتین شامل تھے، ان کا سفر اجتماعی تھا۔ (۱۱)

آپ ﷺ کا خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے خصوصی کلاسوں کا انعقاد:

معاشرتی زندگی میں عورت کے کردار کی اہمیت کے پیش نظر خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں ان کی علیحدہ مجالس بھی منعقد ہوتی تھیں۔ حتیٰ کہ ایک دن مقرر تھا جس میں آپ ﷺ کی اتباع میں امت کے علمائے کرام اپنے اپنے دور میں کسی نہ کسی انداز میں عورتوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتے رہے ہیں۔

احادیث میں بہت سی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ صحابیاتؓ دین کا علم حاصل کرنے کے لئے بے تاب رہتی تھیں۔ ایک صحابیہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! مرد حضرات تو آپ ﷺ سے بہت سی احادیث سن لیتے ہیں مگر ہم عورتیں گھر میں رہ کر بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہیں اور گھر کے کام کاج سمیٹتی ہیں جس کی وجہ سے ہم آپ کی وہ باتیں نہیں سن پاتیں، لہٰذا آپ ﷺ کوئی دن متعین فرما دیجئے جس میں ہم حاضر خدمت ہو جایا کریں اور آپ ﷺ ہمیں اس علم میں سے حصہ عطا کیجئے، جو آپ ﷺ کو اللہ رب العزت نے عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدھ کا دن متعین فرما دیا۔ اس طرح ہر بدھ کو صحابیاتؓ جمع ہوتی تھیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پردے میں ان کو دین سکھایا کرتے تھے۔

خواتین کو سوالات کرنے کی آزادی:

ایک مرتبہ ایک صحابیہؓ نے پوچھا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مرد لوگ تو ہم سے عبادت میں

آگے نکل گئے، کیونکہ وہ جنازہ کی نماز کے لئے آپ کے ہمراہ جاتے ہیں، جہاد میں آپ ﷺ کے ساتھ حصہ لیتے ہیں اور مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں جب کہ ہم عورتیں تو گھر کی چار دیواری میں ہی رہتی ہیں اور ہم نیکیوں کے اتنے بڑے کام نہیں کر پاتیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سوال پوچھنے والی نے بہت اچھا سوال پوچھا۔

خواتین کی بنیادی ذمہ داری:

پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت گھر کے کونے میں نماز پڑھ لیتی ہے، اللہ رب العزت اس کو اس مرد کے برابر اجر عطا فرماتے ہیں۔ جو مسجد میں جا کر تکبر اولیٰ کے ساتھ با جماعت نماز پڑھتا ہے پھر فرمایا کہ جو عورت اپنے بچے کی خاطر رات کو جاگتی ہے اس کو اللہ رب العزت اس مرد مجاہد کے برابر اجر دیتے ہیں جو دشمن کی سرحد پر رات کو جاگ کر پہرہ دیتا ہے۔ سبحان اللہ

تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے آپ کو کسی نہ کسی عورت کا کردار نظر آئے گا۔ ماں کی شکل میں یا بہن کی شکل میں یا بیوی کی شکل میں یا بیٹی کی شکل میں۔ دنیا کا کوئی کامیاب انسان ایسا نہیں کہ جس کے پس منظر میں کسی عورت کا کردار نظر نہ آتا ہو۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا تبلیغی کردار بحیثیت بیوی:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامیاب ترین زندگی کے پیچھے آپ کو خدیجۃ الکبریٰؓ کا بے مثال ایثار اور تعاون نظر آئے گا۔ جیسے ہی ان کا نکاح آپؐ کے ساتھ ہوا، انہوں نے اپنا سارا مال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔ آپؐ جب کبھی کفار کی ایذا رسانیوں پر رنجیدہ خاطر ہوتے اور گھر آتے تو خدیجۃ الکبریٰؓ آپؐ کو تسلیاں دیتیں۔ بلکہ جب پہلی وحی نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کافی خوفزدہ تھے۔ کیونکہ ایک نئی بات پیش آئی تھی۔ جب آپؐ گھر تشریف لائے اور فرمانے لگے:

"زملونی زملونی"

''مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو''۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خشيت على نفسى

مجھے اپنی جان کا خوف اور خطرہ ہے۔ یہ بات سن کر خدیجۃ الکبریٰؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کلاّ: ہرگز نہیں،

مايخذيك الله : اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔

انك لتصل الرحم : آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں،

و تحمل الكل: اور لوگوں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔

و تكسب المعدوم: اور جن کے پاس کچھ نہیں ہو ان کو کما کر دینے والے ہیں۔

و تقرئ الضيف: اور مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔

و تعين على نوائب الحق: اور نیک کاموں میں آپ دوسروں کی مدد کرنے والے ہیں۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! چونکہ آپ کے اندر یہ اچھے اخلاق ہیں اس لئے اللہ رب العزت آپ کو ہرگز ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ خدیجۃ الکبریٰؓ کی ان باتوں کو سن کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی مل گئی۔ یوں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیاب زندگی کے پیچھے آپ کو بیوی کی صورت میں عورت کا کردار نظر آئے گا۔ (۱۲)

فاطمہؓ بنت خطاب کا تبلیغی کردار بحیثیت بہن:

حضرت عمرؓ اس امت کے ایک عظیم کامیاب انسان ہیں، جن کو مراد مصطفیٰ ہونے کا شرف نصیب ہوا، اور جن کو اتنا کامل ایمان نصیب ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"لو كان بعدى نبيا لكان عمرا"

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے''

یعنی عمرؓ میں اللہ تعالیٰ نے وہ صفات رکھی تھیں کہ وہ نبی بنا دیئے جاتے۔ نیز فرمایا کہ جس راستے سے عمرؓ جاتا ہے، شیطان اس راستے کو چھوڑ دیتا ہے۔ تین مرتبہ ایسا ہوا کہ شیطان نے حضرت عمرؓ کا سامنا کیا اور حضرت عمرؓ نے تینوں مرتبہ اس کو زمین پر گرا دیا اور تیسری مرتبہ اس کے چہرے پر تھپڑ لگا کر کہا کہ تم میرے سامنے کیسے آ سکتے ہو۔ اس کے بعد شیطان نے آپ کا سامنا کرنا ہی چھوڑ دیا، جن کو اللہ رب تعالیٰ نے اتنا بڑا ایمان عطا کیا تھا، ان کے قبول اسلام کا واقعہ بڑا عجیب ہے کہ ایک مرتبہ ہاتھ میں تلوار لے کر اس ارادہ سے نکلے کہ نبی علیہ

الصلوٰۃ والسلام کو شہید کرتا ہوں۔ راستے میں ایک صحابیؓ ملے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے پر غصے کے آثار ہیں۔ انہوں نے پوچھا: عمرؓ! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ کہنے لگے: میں چاہتا ہوں کہ آج مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) شہید کردوں۔ ان صحابیؓ نے فرمایا، پہلے تم اپنے گھر کی تو خبر لو، تمہاری بہن فاطمہ اور تمہارے بہنوئی بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ کا غصہ بھڑک اٹھا۔

بہن کے گھر پہنچے تو بہن قرآن کریم کے جو چند صفحے پڑھ رہی تھیں وہ بھی چھپا دیئے اور جو صحابیؓ پڑھا رہے تھے وہ بھی چھپ گئے۔ دروازہ کھولا، آپ نے جا کر اپنے بہنوئی سے پوچھا: میں نے سنا ہے کہ تم لوگ مسلمان بن چکے ہو، کیا واقعی ایسا ہی ہے؟ بہنوئی نے جواب دیا کہ اگر اسلام سچا دین ہے تو پھر اس کو قبول کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ یہ سنتے ہی آپ آگ بگولہ ہو گئے اور اپنے بہنوئی کو مارنا شروع کر دیا۔ بہن ان کو بچانے کے لئے درمیان میں آئیں تو آپ نے بہن کے رخسار پر تھپڑ لگایا۔ وہ عورت ذات تھیں اور نازک بدن تھیں، جیسے ہی انہیں تھپڑ لگا وہ نیچے گر گئیں، منہ سے خون نکل آیا اور آنکھوں سے آنسو نکل آئے، لیکن پھر بھی کھڑی ہو کر بھائی کے سامنے کہنے لگیں، عمرؓ! جس ماں کا دودھ آپ نے پیا ہے اسی ماں کا دودھ میں نے بھی پیا ہوا ہے، آپ ہمارے جسم سے جان تو نکال سکتے ہیں مگر ہمارے دلوں سے ایمان کو نہیں نکال سکتے۔ یہ الفاظ آپ کے دل کے اندر اتر گئے۔ غصہ ختم ہوا بلکہ دل موم ہو گیا تو پوچھنے لگے، فاطمہ! سناؤ کیا پڑھ رہی تھیں؟ فرمانے لگیں: بھائی! آپ کا جسم پاک نہیں ہے، شرک کی نجاست سے لتھڑا ہوا ہے، اس لئے کلام الٰہی پڑھنے کے لئے آپ کو غسل کرنا پڑے گا۔

چنانچہ آپ غسل کر کے آ گئے۔ اتنے میں وہ صحابیؓ بھی باہر آ گئے جو انہیں قرآن مجید پڑھا رہے تھے، انہوں نے سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی آیتیں پڑھیں۔ آپ سنتے رہے۔ جب یہ آیتیں پڑھی گئیں:

"أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي"(۱۳)

ان آیات کی وجہ سے آپ کے دل میں ایک شعلہ اٹھا اور ان کا دل اسلام قبول کرنے کی طرف مائل ہو گیا فرمانے لگے، اچھا، مجھے بھی کلمہ پڑھا دو۔ وہ صحابیؓ کہنے لگے، اللہ اکبر! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے وہ آپ کے لئے اللہ کے حضور دعائیں فرما رہے تھے کہ اے اللہ! عمر ابن خطاب یا عمر ابن ہشام میں سے کسی ایک کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔ آؤ! میں تمہیں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلتا ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت دارارقم میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ موجود تھے۔ آپ اور وہ صحابیؓ دارارقم پہنچے، اندر سے کنڈی لگی ہوئی تھی۔ انہوں نے دروازے پر دستک دی، کسی نے سوراخ میں سے دیکھا تو انہیں باہر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے نظر آئے اور ان کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس صحابیؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! باہر عمر ابن الخطاب کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھ میں تلوار بھی ہے، محسوس ہوتا ہے کہ کوئی بدلی ہوئی حالت ہے۔ اس وقت حضرت حمزہؓ آگے بڑھے اور فرمانے لگے کہ دروازہ کھول دو، اگر تو عمر ماننے کی نیت سے آیا ہے تو اس کا آنا مبارک ہو اور اگر کسی دوسرے ارادے سے آیا ہے تو اسی کی تلوار سے اس کی گردن اڑا کے رکھ دوں گا۔ چنانچہ دروازہ کھولا گیا۔ حضرت عمرؓ کے حالات بدلے ہوئے تھے، لہٰذا آ کر دوزانو بیٹھ گئے اور کہنے لگے، اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! کلمہ پڑھنے کے لئے آیا ہوں۔ صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خوشی کا اظہار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمالی۔ پھر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو کلمہ پڑھا کر اپنا غلام بنالیا۔

صحابہ کرامؓ اس وقت تک دارارقم میں نمازیں پڑھتے تھے مگر حضرت عمرؓ ابن الخطاب فرمانے لگے، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اب تک آپ گھر میں نمازیں پڑھتے رہے، اب عمرؓ مسلمان ہو چکا ہے، آیئے ہم مسجد میں جا کر نماز پڑھتے ہیں۔ انتالیسویں نمبر پر حضرت امیر حمزہؓ مسلمان ہوئے تھے جب کہ چالیسویں نمبر پر حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے۔ یہ چالیس صحابہ کرامؓ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ مسجد حرام میں حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت عمرؓ نے اعلان فرمایا: اے کفار مکہ! تم اگر اپنی بیویوں کو بیوہ کروانا چاہو اور بچوں کو یتیم بنوانا چاہو تو آج عمرؓ کے مقابلے میں آ جاؤ۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت دی اور گھر کے بجائے مسجد میں عبادت شروع ہوگئی۔ اسلام کے اس عظیم سپوت کے پیچھے آپ کو ایک عورت کا کردار بہن کی حیثیت سے نظر آئے گا۔ (۱۴)

حضرت ام سلیمؓ کا تبلیغی کردار بحیثیت بیوی:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ابوطلحہؓ نے ام سلیمؓ کو پیغام نکاح بھیجا تو اس نے جواب دیا، اللہ کی قسم! تیرے جیسا آدمی خالی واپس نہیں جاسکتا لیکن بات یہ ہے کہ تو کافر ہے اور میں مسلمان ہوں۔ میرے لئے حلال

نہیں ہے کہ تیرے نکاح میں آؤں۔ اگر تم مجھ سے نکاح کے خواہاں ہو تو پھر میرا حق مہر یہ ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ پس ابوطلحہؓ مسلمان ہو گئے اور یہی ان کا حق مہر ہوا۔ (۱۵)

اسلام کی خاطر شہید ہونے والی خاتون اوّل:

حضرت عمار بن یاسر کی والدہ حضرت سمیہؓ مکہ میں مغیرہ کی کنیز تھیں۔ اسلام قبول کرنے میں ان کا ساتواں نمبر تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب اسلام قبول کرنا گویا ہر قسم کے جور و ستم کو دعوت دینا تھا۔ اور یہ تو ویسے بھی ایک کنیز تھیں۔ لہٰذا اسلام قبول کرتے ہی ظلم و تشدد کا ایک طوفان ان کی طرف امنڈ پڑا۔ کفر و شرک پر مجبور کرنے کے لئے ان کے قبیلے اور قریش نے ہر حربہ آزمایا، ہر کوشش کر دیکھی لیکن ناکام رہے۔ ان کو مکہ کی تپتی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتے تھے۔ لیکن ان کے عزم و استقلال میں کوئی فرق نہ آیا۔

سمیہؓ صنف نازک تھیں مگر ایمان قبول کرنے کے بعد اپنے دنیاوی آقاؤں کے سامنے ڈٹ گئیں۔ ایک روز دن بھر کی اذیت کے بعد شام کو گھر آئیں تو ابوجہل مل گیا اس نے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ پھر وہ اس قدر غصے میں آ گیا کہ آپ کو ایسی برچھی ماری کہ آپؓ شہید ہو گئیں مگر قیامت تک کے لئے عورتوں کا سر فخر سے بلند کر گئیں کیونکہ مکہ میں یہ پہلا خون تھا جو اسلام کی خاطر کسی خاتون نے پیش کیا۔ (۱۶)

اسلام کے لئے اولاد قربان کرنے والی مجاہدہ ماں:

سیدنا عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جنگ قادسیہ کا شمار نہایت خونریز اور فیصلہ کن جنگوں میں ہوتا ہے۔ اس لڑائی میں سلطنت ایران نے اپنے دو لاکھ تجربہ کار جنگجو مسلمانوں کے مقابلے میں لا کھڑے کئے۔ دوسری طرف مجاہدین اسلام کی تعداد تیس اور چالیس ہزار کے درمیان تھی۔ بعض مجاہدین کے ساتھ ان کے اہل و عیال بھی جہاد میں حصہ لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اس موقع پر ایک ضعیف العمر خاتون حضرت خنساءؓ بھی اپنے چار جوان العمر بیٹوں کے ساتھ میدان جنگ میں موجود تھیں۔ نماز عشاء کے بعد اس بزرگ خاتون نے اپنے چاروں بیٹوں کو سامنے بٹھا کر فرمایا۔

> ''میرے بچو! تم اپنی خوشی سے اسلام لائے ہو اور تم نے اپنی خوشی سے ہجرت کی۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے اسی طرح تم ایک باپ کی اولاد ہو۔ نہ تو میں نے تمہارے ماموں کو رسوا کیا نہ

ہی تمہارے باپ کے ساتھ خیانت کی۔تمہارا نسب بے عیب ہے، اور تمہارا حسب بے داغ ہے۔خوب سمجھ لو کہ جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر کوئی کار ثواب نہیں۔آخرت کی دائمی زندگی دنیا کی فانی زندگی سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُواْ اصْبِرُواْ وَصَابِرُواْ وَرَابِطُواْ وَاتَّقُواْ اللّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾(۱۷)

اے مومنو! اپنے فرض منصبی پر مرمٹو اور دوسروں کو مرمٹنے کی تلقین کرتے رہو۔آپس میں جڑے رہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا تا کہ اپنی مراد حاصل کرسکو۔

کل جب جہاد شروع ہو تو تمہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے دشمنوں پر ٹوٹ پڑو۔جب تم دیکھو کہ لڑائی کا تنور خوب گرم ہو گیا ہے اور جنگ کا شعلہ بھڑکنے لگے تو تم کفار کی صفوں میں گھس جانا اور راہ حق میں تلوار کے جوہر دکھانا۔ہو سکے تو دشمن کے سپہ سالار پر ٹوٹ پڑنا۔اگر کامیاب رہے تو بہتر اور اگر شہادت نصیب ہوئی تو اس سے بھی بہتر کہ آخرت کی فضیلت کے مستحق بنو گے۔

چاروں بیٹوں نے کہا اے مادر محترم! انشاءاللہ ہم آپ کی توقعات پر پورے اتریں گے آپ ہمیں چٹان کی طرح ثابت قدم پائیں گی۔صبح جب میدان کارزار میں پہنچے تو اس خاتون کے چاروں بیٹوں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچیں اور میدان جنگ میں کود گئے۔اس بزرگ خاتون کے چہرے پر عجیب قسم کا جلال تھا اپنے فرزندوں کو جہاد میں بھیج کر اس نے بارگاہ الٰہی میں دامن پھیلا کر یوں دعا کی۔

''الٰہی میری متاع عزیز تو یہی کچھ تھی۔میں نے سب کچھ تیرے سپرد کر دیا۔قبول فرمالے۔''

چاروں بیٹے میدان جنگ میں ایسی شجاعت اور بہادری سے لڑے کہ کفار کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے رہے۔بالآخر دشمن کے نرغے میں آ کر شہید ہو گئے۔جب اس بزرگ خاتون کو ان کی شہادت کی خبر ملی تو سجدے میں گر گئی اور زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

''اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے بیٹوں کی شہادت سے مشرف فرمایا، باری تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ قیامت کے دن مجھے ان شہیدوں کے ساتھ اپنے سایۂ رحمت میں جگہ

عطا فرمائے گا۔''(۱۸)

عہد نبوی ﷺ میں خواتین کی تجارتی سرگرمیاں

عہد نبوی میں مرد و زن کے مقام و مرتبے اور کارگزاری کی متعدد جہات ہیں۔ ان سب کا ایک جگہ احاطہ کرنا مشکل ہے۔ بالخصوص تاریخی مطالعہ جس کو علمی/ تجربی مطالعہ Empirical Study کہا جاتا ہے۔ واقعات و شواہد کی جمع و تدوین کے بغیر بات نہیں بنتی اس مطالعہ میں بنیادی طور سے عہد نبوی میں مسلم مرد و زن کے باہمی سماجی روابط کی صرف ایک جہت ہی زیر بحث لائی گئی ہے اور وہ ہے خواتین کی تجارتی و معاشی سرگرمیاں۔

اس بحث میں ان کی نمایاں تجارتی سرگرمیوں کا صرف ایک سرسری جائزہ ہی لیا جاسکا ہے۔ تجارت واقتصاد میں خاتون تاجرات کا واسطہ بازار سے پڑتا تھا جہاں مرد و زن دونوں کی سرگرمیاں جاری رہتی تھیں۔ شواہد و آثار اور تاریخی واقعات سے اس بحث کو مدلل کر کے پیش کیا گیا ہے۔ بعض اصولی بحثیں بھی کی گئی ہیں کہ خواتین اسلام پر اگرچہ کمانے کی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی تاہم ان کو اس کا حق دیا گیا ہے اور اس کا بھرپور استعمال عہد نبوی کی خواتین نے محدود پیمانہ ہی پر سہی، کیا تھا۔ اس کے علاوہ ان طبقاتِ نسوانی کو بعض فطری امور نے بھی یہ حق و ذمہ داری بخش دی تھی۔ بعض پیشے ایسے ہیں جن کا مدار صرف نسوانی خدمات پر ہی ہے جیسے رضاعت، حضانت وغیرہ۔ عرب سماج کے خاص تناظر میں ان کے بعض دوسرے پیشے بھی تھے جیسے نسوانی ختنہ گری وغیرہ۔ سب سے حیرت انگیز بات یا پیشہ طبابت و جراحت کا ہے۔ عہد نبوی میں خواتین ہی اس میدان میں سرخیل تھیں اور مردوں کا بھی علاج کرتی تھیں۔

آج کے مسلم معاشروں میں عورتوں کے کسب معاش کی مساعی کو بنظر استحسان نہیں دیکھا جاتا بالخصوص روایتی دینی حلقوں میں۔ ان کے کسب معاش کے حق کو یا خرید و فروخت اور دستکاری و مزدوری کے معاملات کو نظر انداز کیا جاتا ہے اس لئے کہ عورت پر مال و کسب کی ذمہ داری ہی نہیں، لہٰذا اسے کمانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اس کے بعد اس پر تجارت و کسب اور دستکاری و حرفت اور نوکری و اجیری کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ عہد نبوی کے واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو نہ صرف کسب معاش کا حق حاصل تھا بلکہ ان کو پورے مواقع فراہم کئے جاتے تھے کہ وہ اپنی ذاتی، خاندانی اور دوسری ضروریات کے لئے مختلف پیشے اختیار کریں۔

روایات کے مطابق عرب کے جاہلی معاشرے میں عورتوں کو کسب معاش کے چاروں ذرائع، تجارت، زراعت، دستکاری/حرفت اور مزدوری واجرت، اختیار کرنے کی آزادی حاصل تھی اور وہ حقیقت میں ان کے ذریعہ مال ودولت کماتی تھیں۔صرف پیٹ بھرنے کی حد تک نہیں اور نہ صرف تن ڈھانکنے اور سر چھپانے کی حد تک بلکہ باقاعدہ دولتمندی کے حصول کے لئے بھی۔(۱۹) یہ حق وآزادی عہد نبوی کے مکی اور مدنی دور میں بھی استوار رہا اور خواتین ان چاروں ذرائع سے آمدنی حاصل کرتی اور دولت جمع کرتی رہیں۔ان میں قریش کی مالدار ترین خاتون بھی شامل تھیں اور ان کی بین الاقوامی تجارت شام ویمن کے بین الاقوامی مراکز کے علاوہ عرب کے مختلف بازاروں میں بھی ہوتی تھی وہ مضاربت واجرت کی بنیاد پر گھر بیٹھے مختلف مردوں سے تجارت وکاروبار کراتی تھیں اور نفع کماتی تھیں۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد بھی حضرت خدیجہؓ کی تجارتی سرگرمی جاری رہی اور اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی برابر کے شریک وسہیم تھے۔(۲۰)

حضرت خدیجہؓ کی ایک بہن حضرت ہالہؓ چمڑے کی تجارت مکی عہد میں کرتی تھیں۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے شادی کے سلسلہ میں ان سے اپنے ایک ساتھی حضرت عبداللہ بن حارث ہاشمی کے ساتھ ملاقات کی تھی۔(۲۱)

حضرت نبہان التمار کے سوانحی خاکہ میں ایک خاتون کا ذکر آتا ہے جو ان سے تمر (کھجور) خریدنے آتی تھی۔حضرت موصوف تو کھجور کے بیوپاری ہی تھے وہ خاتون بھی شاید یہی کاروبار کرتی تھیں۔روایاتِ تفسیر میں اس واقعہ کا ذکر آتا ہے۔(۲۲)

مشہور سردارِ مکہ ابوجہل مخزومی کی ماں اسماء بنت مخربہ ثقفی دورِ جہالت اور عہد اسلامی میں گھر گھر عطر فروشی کرتی تھیں۔ان کے ایک فرزند حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہؓ یمن سے عمدہ عطر ان کے پاس بھیجا کرتے تھے جسے وہ فروخت کرتی تھیں۔(۲۳)

حضرت حولاءؓ ایسی عطر فروش تھیں کہ وہ ''العطارہ'' کے نام سے ہی مشور ہوگئی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے عطروں کی خوشبوؤں سے ان کو پہچان لیا کرتے تھے۔ایک دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے گھر میں پایا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کیا تم لوگوں نے ان سے کچھ خریدا بھی ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ آج وہ کاروبار کی غرض سے نہیں آئیں بلکہ اپنے شوہر کی شکایت لے کر آئی ہیں۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شکایات کا تدارک فرمایا۔(۲۴)

حضرت قیلہ انماریہؓ کی تجارت اور خرید فروخت کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے اور احکامِ اسلامی سے بھرپور بھی۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دورانِ حج/عمرہ مروہ کے مقام پر دیکھا کہ آپ ﷺ احرام اتار رہے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گئی میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک خرید وفروخت کرنے والی تاجر عورت ہوں، اور خرید وفروخت میں بھاؤ تاؤ اور مول تول کرتی ہوں۔ جس قیمت پر مجھے بیچنے کا ارادہ ہوتا ہے اس سے بڑھا کر دام بتاتی ہوں اور بھاؤ تاؤ کے بعد اپنے مطلوبہ نرخ پر بیچ دیتی ہوں۔ اسی طرح جب سامان خریدتی ہوں تو جس قیمت پر خریدنے کا ارادہ ہوتا ہے اس سے کم دام لگاتی ہوں اور جب وہ مشتری قیمت مطلوبہ لگاتا ہے تو خرید لیتی ہوں۔

حضرت ملیکہؓ، جو مشہور صحابی حضرت سائب بن اقرع ثقفیؓ کی ماں تھیں، عطر فروشی کا کام کرتی تھیں۔ ان کے فرزند حضرت سائب ثقفیؓ کا بیان ہے کہ ایک بار میری ماں حضرت ملیکہؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عطر فروشی کے ارادے سے پہنچیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خریداری کے بعد ان سے ان کی ضرورت وحاجت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حاجت تو کوئی نہیں لیکن میرے چھوٹے بچے کے لئے، جو ان کے ساتھ تھا، دعا فرمادیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ (۲۵)

متعدد خواتین، جاہلی اور اسلامی دونوں ادوار میں، کپڑا بننے کا کام کرتی تھیں اور بنے ہوئے کپڑوں کو بیچا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے ایک پردہ اور ایک قالین اسی طرح خریدا تھا۔

اپنی تجارتی کمائی سے خدمت خلق کرنے والی خواتین:

حضرت زینبؓ بنت جحش اسدی خزیمیؓ ام المومنین ایک دستکار خاتون تھیں، طرح طرح کی چیزیں تیار کرتیں اور ان کو فروخت کر دیتیں۔ البتہ ان کی جو آمدنی آتی اسے اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا کرتی تھیں۔ وہ صرف صدقہ خیرات کے لئے حرفت و دستکاری سے وابستہ تھیں جبکہ ان کو اپنی معاشی ضروریات پوری کرنے کے لئے کسی قسم کے کاروبار کی ضرورت نہیں تھی۔ (۲۶)

حضرت عائشہؓ نے ان کے جو فضائل ومناقب بیان کئے ہیں ان میں ان کی دستکاری کی کمائی اور اس کے صدقہ وخیرات کرنے کا واضح ذکر ملتا ہے۔ (۲۷)

دوسری دستکار خاتون انہیں کی ہم نام حضرت زینب بنت ثقفیؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی زوجہ تھیں

جو اپنی دستکاری اور حرفت کے ذریعہ چیزیں بناتی تھیں اور ان کو فروخت کر کے اپنے زیر کفالت یتیم بچوں پر خرچ کرتی تھیں۔ وہ اپنے شوہر پر بھی خرچ کرتی تھیں۔یعنی ان کا نفقہ اٹھاتی تھیں اس لئے کہ ان کے شوہر فقیر و مسکین تھے۔کتب حدیث وسیرت وسوانح میں ان کی تجارتی سرگرمیوں کا بیشتر حوالہ ان کی دینداری اور مسائل پوچھنے کے ضمن میں آتا ہے لہٰذا یہ گھریلو ضروریات پوری کرنے کے لئے کماتی تھیں، اور شوہر کی مفلسی کے سبب نان ونفقہ پر منحصر نہ تھیں۔(۲۸)

ایک اور اسی نام کی انصاری خاتون تھیں وہ حضرت ابو مسعود انصاریؓ کی بیوی تھیں۔ان کے شوہر بھی مسکین تھے، لہٰذا وہ بھی اپنے ہاتھ کی کاریگری سے چیزیں بنا کر فروخت کرتی تھیں اپنے شوہر اور دوسرے زیر کفالت لوگوں کا نفقہ اٹھاتی تھیں۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کسب معاش کی تعریف وتوصیف کی۔ مگر کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کو شوہرانہ نان ونفقہ پر انحصار کرنے اور شوہر کو نفقہ اٹھانے کی ہدایت فرمائی ہو۔

مؤخر الذکر دونوں خواتین کی دستکاری سے کمائی ان کی مجبوری تھی۔ان کے شوہر کماتے نہ تھے اور ان کے نفقہ (گھریلو خرچ) سے گریزاں تھے اور وجہ ان کی ناداری تھی۔دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ دونوں خواتین اپنے اپنے شوہروں کی شکایت کرنے کے لئے خدمت نبوی میں ایک ساتھ پہنچیں کہ ان کے شوہر ان کا نفقہ نہیں دیتے اور ان کو خود کمانا پڑتا ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نفقہ کو دہرے اجر کا باعث بتایا۔(۲۹)

ایک انصاری خاتون کا بڑھئی غلام تھا جو کارپینٹری کا کام کر کے چیزیں بناتا اور فروخت کرتا تھا اور آمدنی مالکہ کو ملتی تھی۔اس عظیم انصاری خاتون نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش پر یا ازخود ایک عمدہ منبر بنا کر خدمت اقدس میں پیش کیا تھا جس پر آپ ﷺ کھڑے ہو کر خطبات جمعہ وغیرہ دیا کرتے تھے۔(۳۰)

مکہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ متعدد دوسرے زرخیز علاقوں میں زرعی آمدنی اور اس پر مشتمل جائدادیں تھیں۔مکہ اور قریش کے اشراف کی زرعی جائدادیں طائف میں تھیں جہاں انگور، شہد اور دوسری چیزوں کی کافی پیداوار ہوتی تھی۔ بلاشبہ اکثر جائداد مردوں کی تھیں لیکن بعض خواتین کی بھی جائدادیں (اموال) تھیں اور ان سے نقد وجنس کی آمدنی ہوتی تھی۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کو اپنے والد کی جائداد ثقیف/ طائف سے کچھ حصہ ملا تھا وہاں سے شہد آتا تھا اور بعض دوسری آمدنی بھی ہوتی تھی جو وہ اپنے خاندان بالخصوص سابق شوہر حضرت ابوسلمہؓ کے یتیم بچوں پر خرچ

کرتی تھیں۔ (۳۱)

دوسری امہات المومنین میں حضرت عائشہؓ اور حضرت زینب بنت جحشؓ کی بھی زرعی جائدادیں طائف اور مکہ مکرمہ میں تھیں۔ (۳۲)

ملکہ زبیدہ اور خدمت خلق:

ہارون الرشید کے دور خلافت سے پہلے ہی مکہ میں پانی کی انتہائی قلت ہو چکی تھی۔ ملکہ زبیدہ کو جب اہل مکہ کی تکلیف کی خبر پہنچی تو وہ سخت بے چین ہوگئی اور اس نے ٹھان لی کہ جیسے بھی ہو مکہ میں پانی کا کوئی مستقل انتظام کرنا چاہئے۔ اس نے جب علاقے کا سروے کروایا تو پتہ چلا کہ مکہ کے نواح میں پانی یا تو وادی طائف کے چشموں میں ہے یا وادی نعمان میں اور ان کا فاصلہ مکہ سے پچیس کلومیٹر ہے اور پہاڑیوں کو کاٹتے ہوئے نہر کھود کر لانا محال ہے۔ ملکہ نے بھی پکا ارادہ کر لیا کہ نہر بنوانی ہے خواہ مزدور کو ایک کدال مارنے کی قیمت ایک اشرفی کیوں نہ دینی پڑے۔

نہر زبیدہ بنانے کے لئے ملکہ زبیدہ نے کھدائی اور تعمیرات کے بڑے بڑے ماہرین اور انجینئروں کو طلب کیا اور انہیں کہا کہ ہر قیمت پر مکہ مکرمہ میں پانی پہنچائیں۔ ملکہ کا حکم ملتے ہی انجینئروں نے بے شمار کاریگروں اور مزدوروں کی مدد سے نہر کھودنے کا کام شروع کر دیا۔ یہ لوگ مسلسل تین سال تک دن رات پہاڑیاں کاٹنے اور نہر بنانے میں مشغول رہے، آخر اللہ تعالی نے ان کی محنت شاقہ کو بار آور کیا اور نہر تیار ہوگئی اس کام پر ملکہ کے ستر لاکھ طلائی دینار خرچ ہوئے۔ جب اخراجات کا حساب ملکہ کے سامنے پیش کیا تو وہ دریائے دجلہ کے کنارے اپنے محل میں بیٹھی تھی۔ اس نے حساب کے کاغذات پر سرسری نظر بھی نہ ڈالی اور سب کو یہ کہہ کر دریا میں ڈال دیا کہ ہم نے حساب کو ''حساب کے دن'' کے لئے چھوڑ دیا ہے کیونکہ یہ کام میں نے اللہ کو راضی کرنے کے لئے کیا ہے۔ اگر میرے ذمہ کسی کو کچھ دینا ہو تو وہ مجھ سے لے لے اور اگر میرا کسی کے ذمہ کچھ باقی ہو تو میں نے اس کو معاف کیا۔ (۳۳)

خواتین کی انفرادی واجتماعی تبلیغی سرگرمیاں اور علماء کی آراء:

تبلیغ ودعوت اسلام کی کاوشوں میں صحابہ کرام کی خواتین سے ملاقاتوں کا تذکرہ بہت کم ملتا ہے۔ لیکن یہ طے شدہ امر ہے کہ بہت سی خواتین نے مرد صحابہؓ کی دعوت اور ارشاد پر اسلام قبول کیا تھا اور مسلم بنی تھیں۔

روایاتِ سیرت و حدیث سے بلاشبہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے حضرت ورقہ بن نوفل اسدیؓ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے سلسلے میں کئی انفرادی ملاقاتیں کی تھیں اور بعض ملاقاتوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ورقہ بن نوفل کی خدمت میں گئی تھیں۔ (۳۴)

حضرت ام شریک اسلمیہؓ کا دلچسپ واقعہ ہے کہ وہ ایک یہودی شخص کی مدد سے خدمت اقدس میں مکہ حاضر ہوئیں تو انہوں نے قریش کی خواتین میں اسلام کی نشر و اشاعت اس زور و شور سے کی کہ ان کا راز کھل گیا اور ان کو اکابر مکہ نے پکڑ کر ان کی قوم کی طرف روانہ کر دیا۔ (۳۵)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ادب المفرد میں بروایت حضرت عائشہ بنت طلحہؒ ایک حدیث نقل کی ہے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ جب بقید حیات تھیں تو مختلف شہروں سے لوگ آ کر احکام و مسائل معلوم کرتے تھے۔ ان میں سے جو معمر صحابہ تھے وہ تو میرے مکان پر موقعہ بموقعہ پوچھنے آتے، اور جو حضرات نوجوان تھے وہ میرے پاس مکتوب مع ھدیہ و تحفہ دے کر سوالات معلوم کرتے تھے، میں ان کو بھی اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں پیش کرتی۔ اُم المؤمنین نوجوان صحابہؓ کو جوابات میرے ذریعے سے دے دیتی تھیں۔

مولانا ظفر احمد عثانی کی رائے: مولانا ظفر احمد عثانی فرماتے ہیں اگر میں اہل زمانہ کے فساد اور فتنوں کی طرف سے خوف و اندیشہ محسوس نہ کرتا۔ تو عورتوں کے لئے تبلیغ کے وجوب کا اسی طرح قائل ہوتا جیسا کہ میرا فیصلہ مردوں کے لئے تبلیغ کے وجوب کا ہے۔

مزید لکھتے ہیں: اگر عورت کا شوہر عالم نہ ہو اور عورت نے اپنے شوہر سے اجازت طلب کی کہ دینی مسئلہ معلوم کرنے کے لئے گھر سے باہر جا رہی ہوں، لیکن شوہر نے اجازت نہ دی، تب بھی فقہاء کرام نے اس عورت کے لئے شرعی مسائل دینیہ معلوم کرنے کے لئے خروج کو جائز رکھا ہے۔ (۳۶)

شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب کی رائے:

(رئیس مفتی و شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

مستورات کا دعوت و تبلیغ (اصلاح) کے لئے باقاعدہ نکلنا جائز ہے۔ باقاعدہ سے مراد یہ ہے کہ:

۱۔ خاوند یا ولی کی اجازت سے ہو۔

۲۔ خاوند یا محرم کی رفاقت میں ہو۔

۳۔ اجنبیوں یعنی غیر محرموں سے اختلاط کا خطرہ نہ ہو۔

۴۔ تیز خوشبو اور زینت کا لباس نہ پہنے ہوں۔

۵۔ شرعی پردے کا اہتمام کرنے والی ہوں۔ (۳۷)

مفتی عبدالرؤف صاحب کی رائے:

خواتین کو اپنے محارم کے ساتھ تبلیغی سفر میں نکلنا جائز ہے۔اس کو نماز باجماعت پر قیاس کرنا صحیح نہیں، کیونکہ سفر کے احکام جدا ہیں اور نماز کے احکام جدا ہیں۔اگر سائل کے اس قیاس کو صحیح فرض کیا جائے تو اس کے مطابق غیر تبلیغی جائز سفر بھی محرم کے ساتھ خواتین کے لئے ناجائز ہونا چاہئے،حالانکہ ایسا نہیں،لہٰذا یہ قیاس ہی صحیح نہیں۔ (۳۸)

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ صاحب کی رائے:

دین سیکھنے کے لئے اپنے بیٹے کے ساتھ تبلیغی کام میں ضرور حصہ لیں، اگر آپ خدانخواستہ بیمار ہو جائیں اور تین دن کے لئے اسپتال میں جانا ناگزیر ہو تو کیا شوہر کی طرف سے اس کی اجازت نہ ہوگی؟ بس یہی حالت تبلیغ کی سمجھ لیں، جو دیندار حضرات عورتوں کو تبلیغ کے لئے جانے نہیں دیتے، ان کا طرز عمل صحیح نہیں اور ''قرن فی بیوتکن'' سے ان کا استدلال غلط ہے، کیونکہ طبعی یا شرعی ضرورتوں کے لئے باپردہ نکلنا اس آیت کے خلاف نہیں۔ بہت سی خواتین جن کا عمل اس آیت کے خلاف تھا اس راستہ میں نکلیں تو ان کی زندگیوں میں انقلاب آ گیا اور شرعی پردہ کی پابندی کرنے لگیں۔ الغرض دعوت وتبلیغ کی راہ میں عورتوں کو مقرر شرائط کے ساتھ ضرور جانا چاہئے۔ (۳۹)

مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب کی رائے:

(سرپرست جامعہ عثمانیہ پشاور سابق مدرس ومفتی دارالعلوم حقانیہ)

اس میں کوئی شک نہیں کہ دعوت وتبلیغ کا مروجہ طریقہ اصلاح نفس کا ایک بہترین طریقہ ہے اس کے ذریعہ مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے آگاہی کا ایک حسین جذبہ پیدا ہوتا ہے، جس پر عمل کر کے مسلمان اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے زندگی گزار کر ایک پرسکون معاشرہ کی

تشکیل کا ذریعہ بنتا ہے۔

اصلاحِ نفس یا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح کی فکرمندی صرف مردوں کا فریضہ نہیں، بلکہ مردوں کی طرح عورتیں بھی اس میں پوری طرح شریک ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ ﷺ کی محفل میں مردوں کی طرح عورتیں بھی حاضر ہوتیں اور دینی احکام کی تعلیم کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مستقل وقت بھی دیا تھا۔

امام بخاریؒ اس سے ایک مسئلہ مستنبط کر کے فرماتے ہیں:

باب هل يجعل للنساء يوماً عليحدهٍ في العلم –

کیا مستورات کو دین سکھانے کے لئے مستقل وقت دینا جائز ہے؟ احادیث کے ذخیرہ میں متعدد واقعات پائے جاتے ہیں مستورات نے دربار نبوی ﷺ سے فیضیاب ہو کر دوسری عورتوں کو احکام پہنچا کر ان کی زندگیاں سنواریں۔

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں: ''عورتوں کے امر بالمعروف و نہی المنکر اور دعوت کا کام کرنے سے متعلق چند امور یہ ہیں۔

۱۔ عورتوں پر بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لازم ہے۔

۲۔ دین کی نشر و اشاعت میں مالی امداد کر سکتی ہیں۔

۳۔ جن کے شوہر تبلیغ و دعوت کا کام کر رہے ہوں وہ اپنی طرف سے ان کو بے فکر رکھیں اور بچوں کی دیکھ بھال بھرپور طریقے سے کریں۔

۴۔ پاس پڑوس کی بڑی عمر کی عورتوں کی دینی تعلیم کی فکر کر سکتی ہیں۔

۵۔ پاس پڑوس کی بچیوں کو قرآن کریم اور ضروری دینی تعلیم دے سکتی ہیں۔

۶۔ جہاں کہیں کچھ عورتیں جمع ہوں، خواہ ایک خاندان کی ہوں یا متفرق ہوں کچھ دین کی بات کر سکتی ہیں، یا کوئی معتبر کتاب مثلاً فضائل اعمال یا بہشتی زیور یا تحفہ خواتین میں سے کچھ پڑھ سکتی ہیں۔[۴۰]

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی رائے:

اگر عورتیں پردے کے اہتمام کے ساتھ تبلیغی اجتماع میں جائیں تو جائز ہے۔ بلکہ بحالت موجودہ ایسے اجتماعات میں عورتوں کی شرکت مفید ہے۔[۴۱]

خلاصہ بحث:

مردوں کی طرح خواتین تجارت بھی کر سکتی ہیں اور تبلیغی امور بھی انجام دے سکتی ہیں اور آج کے پرفتن دور میں ضرورت ہے، خواتین رزق حلال کے حصول کے لئے اپنی تجارتی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر خود بھی معاشی استحکام حاصل کریں، اپنے اہل وعیال کی مالی مدد کریں اور انہیں تبلیغ ودعوت کے ذریعہ اسلام کے دائرہ میں لائیں، بدعقیدگی، خرافات ورسومات کا خاتمہ کریں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سورہ الروم، آیت ۲۱

۲۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۱۰

۳۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۰۴

۴۔ اصلاحی، امین احسن، مولانا/ دعوتِ دین کا طریقہ کار، مکتبہ اصلاحی لاہور، س۔ن، ص ۴۲۔ نیز دیکھیے: صدرالدین اصلاحی/ فریضہ اقامت دین، ص ۱۱۔۱۲،

۵۔ سورہ المائدہ، آیت ۶۷

۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل/ الجامع الصحیح، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۳۴۵ھ، کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل/ ۵۸۲

۷۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی/ سنن ابن ماجہ، عیسیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۵۳ء، باب من بلغ علماً/ ۳۵

۸۔ بخاری محمد بن اسماعیل صحیح بخاری، کتاب الحج، باب الخطبۃ ایام منی/ ۲۸۵ مسلم، کتاب القیامہ، باب تغلیظ تحریم الدماء/ ۷۴۳

۹۔ خالد علوی، ڈاکٹر/ اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل ناشران کتب لاہور، ص ۳۳۸

۱۰۔ صدیقی، ڈاکٹر محمد یسین مظہر، نبی اکرم ﷺ اور خواتین، نشریات اسلام اردو بازار لاہور، ۲۰۰۸ء، ص/ ۱۶۲

۱۱۔ ایضاً ص/ ۱۶۲

۱۲۔ ذوالفقار احمد، حضرت مولانا، مسلمان خواتین کے کارنامے مکتبہ الفقیر فیصل آباد، ۲۰۰۱ء، ص/ ۱۸ تا ۲۲

۱۳۔ سورہ طٰہٰ آیت ۱۴

۱۴۔ ذوالفقار احمد، حضرت مولانا، مسلمان خواتین کے کارنامے مکتبہ الفقیر فیصل آباد، ۲۰۰۱ء، ص/۱۴ تا ۲۲،

۱۵۔ ایضاً، ص/۲۴

۱۶۔ ذوالفقار احمد، حضرت مولانا، مسلمان خواتین کے کارنامے مکتبہ الفقیر فیصل آباد، ۲۰۰۱ء، ص/۴۱۔۴۲

۱۷۔ سورہ آل عمران، آیت ۲۰۰

۱۸۔ ذوالفقار احمد، مسلمان خواتین کے کارنامے، ص/ ۱۵۵ تا ۱۵۶

۱۹۔ صدیقی، ڈاکٹر محمد یسین مظہر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ۔نشریات اردو بازار لاہور، ۲۰۰۸ء، ص/ ۱۳۹۔

۲۰۔ سید سلیمان ندوی، شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۴ء، ۱/ ۱۸۵۔۱۹۰

۲۱۔ ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر، اردو بازار لاوہر، س،ن، ۱/ ۲۶۶۔۲۶۷

۲۲۔ ابن اثیر، الجزری، اسد الغابۃ، فی معرفۃ الصحابۃ مطبع اسلامیہ تہران ۱۳۷۷ھ، ۵/۱۳،

۲۳۔ ابن اثیر، اسد الغابۃ، ۵/۴۵۲،

۲۴۔ ابن اثیر، اسد الغابۃ، ۵/ ۴۳۲۔۴۳۳، حضرت عائشہؓ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان سے عطر خریدا کرتی تھیں۔

۲۵۔ ابن اثیر، اسد الغابۃ، ۵/ ۵۴۹

۲۶۔ ابن اثیر، اسد الغابۃ، ۵/۴۹۴، وکانت امراۃ صناع الید تعمل بیدھا وتتصدق بہ فی سبیل اللہ

۲۷۔ ایضاً، ۵/ ۴۹۵،

۲۸۔ صدیقی، ڈاکٹر محمد یسین مظہر نبی اکرم ﷺ اور خواتین، ص/۱۴۴

۲۹۔ ابن اثیر، اسد الغابۃ، ۵/۴۶۳۔۴۶۴

۳۰۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب النجار، حدیث: ۲۰۹۴۔۲۹۵، فتح الباری، ۴/۴۰۳، اسد الغابہ، ۱/۴۴،

۳۱۔ بلاذری احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان، دارالنشر للجامعین بیروت، ۱۳۷۷ھ، ۱/ ۴۲۷

۳۲۔ صدیقی، ڈاکٹر محمد یسین مظہر، نبی اکرم ﷺ اور خواتین، ص/ ۱۵۰

۳۳۔ ذوالفقار احمد، خواتین کے کارنامے، ص/ ۱۶۹۔۱۷۰

۳۴۔ ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، ۱/ ۲۲۸۔۲۳۹ بلاذری، ۱/ ۱۱۱۔۱۱۲

۳۵ ابن اثیر، اسد الغابۃ، ۵/ ۵۹۴

۳۶۔ عظمت اللہ بنوی، مفتی، خواتین کی تبلیغ کی ضرورت و اہمیت، فہیم پرنٹنگ پریس بنوں، ۲۰۰۹ء، ص/ ۸۔

۳۷۔ ایضاً، ص ۱۱

۳۸۔ دار الافتاء دار العلوم کراچی نمبر ۱۴ (ماہنامہ البلاغ ذوالحجہ ۱۴۰۸ھ)

۳۹۔ عظمت اللہ بنوی، مفتی، خواتین کی تبلیغ کی ضرورت و اہمیت، فہیم پرنٹنگ، ص/ ۲۰

۴۰۔ تھانوی، مولانا محمد اشرف علی، بہشتی زیور جدید، مکتبہ الحسن، ج ۲، ص ۴۷۵،

۴۱۔ ایضاً، بحوالہ فتویٰ نمبر ۵۲۵۲/ ۲۷ھ